ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ڈاکٹر سہیل احمد خان کی نظر میں طلسم کی علامتی معنویت

ڈاکٹر رابعہ حجاب

صدرِ شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین اسلام پورہ لاہور

Abstract:

Dr. Sohail Ahmad was the prominent critic of this era. His book, "Dastano ki Alamati Kainat" has gain importance in the perspective of theoretical criticism. This is an acadamic study of mythical literature rather than historical and social studies. Its major themes are "Hero, Tabdeeli-e-Qalib and Talism". This article discuss Sohail Ahmad view point on symbolism of Talsim. Sohail Ahmad presented the practical perspective of traditional thinking, in order to understand the meaningful of Talism.

دور حاظر کے ادب میں سہیل احمد خان ان شخصیات میں سے ہیں جو کم و بیش نصف صدی تک تسلسل کے ساتھ مختلف جہات میں ادب کی خدمات کرتے رہے۔ ان کی علمی ادبی حثیت کے ہمہ جہت رنگ ان کی نثر، تنقیدی اور شاعری میں ملتے ہیں۔ اساطیری ادب سے ان کی گہری دلچسپی رہی۔ انہوں نے داستانوں کی استعاری یا تمثیلی سطح کے ادراک سے ہٹ کر اس رمزی سطح تک پہنچنے میں مدد دی ہے جس میں داستانیں حکمت اور تربیت نفس سے مربوط ہیں۔ سہیل احمد نے داستانوں کی علامتی کائنات میں اپنی تنقید کو درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ طلسم، ہیرو اور تبدیلئ قالب کے تحت انہوں نے داستانی دنیا کے باطن کی سیاحت کی ہے۔

ابوالکلام قاسمی اپنے مضمون ’داستانوں کی تفہیم علامتی زاویہ نظر میں لکھتے ہیں:

> ”سہیل احمد نے کم و بیش ان ہی بنیادوں پر داستانوں کے ان بعض بنیادی عناصر کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے جن کا سلسلہ پرانے مسلمات اور بڑی حد تک مابعد الطبیعیاتی رویوں سے جا ملتا ہے۔ اس سلسلے میں موصوف نے جن عناصر کی بطور خاص نشاندہی کی ہے وہ طلسم، تبدیلئ قالب اور ہیرو کا تصور، ہیں۔“
>
> (۱)

طلسم کے بارے میں لکھتے ہوئے سہیل احمد نے تین اقتباسات، ایک اقتباس اور دو اشعار آغاز میں لکھے ہیں۔ پہلا فارسی شعر فرید الدین عطار کے ’اسرار نامے‘ سے لیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرا شعر میر تقی میر کا شعر ہے اور اس کے ساتھ اصطلاحات العلوم اسلامیہ مصنف محمد علی تھانوی کی جلد چہارم سے ایک اقتباس درج کیا گیا ہے۔ ان تینوں مندرجات میں طلسم کی پر اسراریت کی طرف سمت نمائی کی گئی ہے۔ داستانی ادب میں دیکھا جائے تو پہلی نظر میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ داستان میں غالب لوازمہ عشق سے متعلق حالات وواقعات کا بیان ہوتا ہے، مگر عشق کے ساتھ ساتھ طلسم ایسا عنصر ہے، جس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سلیم سہیل، سہیل احمد کے طلسم، ہیرو اور تبدیلیٔ قالب کو اپنے مضمون میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

> ''سہیل احمد خان نے طلسم، ہیرو اور تبدیلیٔ قالب کو اپنے مطالعے کی کلید کے طور پر متعارف کروایا ہے۔
> طلسم کی رائج اور مضحکہ خیز تعبیروں سے ہٹ کر اسے انفس و آفاق کی ہم آمیزی کا سمت نما دکھایا ہے۔
> طلسم کو ایک بڑے کونیاتی عمل میں رکھ کر دُنیا کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔''(۲)

داستان کی جذئیات کو دیکھا جائے تو اس میں ہمارا واسطہ انواع و اقسام کی اشیاء سے پڑتا ہے۔ کہیں جنگ کے مناظر ہیں تو کہیں دیگر دفاتر، کہیں افلاک ہے تو کہیں سیارگاہ، کہیں نجوم ہیں تو کہیں دیگر کونیاتی مباحث۔ ہوا، پانی، مٹی، آگ اس عناصر اربعہ کی مدد سے داستان اپنا سفر مکمل کرتی ہے۔ 'داستان امیر حمزہ' ہو یا 'بوستان خیال' ان تمام میں طلسم بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ لکھنو اور رام پور کے داستان نگاروں نے بھی داستان امیر حمزہ سے واقعات لے کر داستان کے تاروں کو بنا ہے۔ سہیل احمد خان کے الفاظ میں:

> ''داستان امیر حمزہ جو ہمارے ادب میں ایک بے کراں عجائب کدے کا درجہ رکھتی ہے، اس طرح کی داستانوں میں سب سے ممتاز ہے۔ 'بوستان خیال' جسے میر تقی خیال نے تحریر کیا اور متعدد مترجمین نے اُردو میں ڈھالا (غالب بھی اس کے مداحوں میں سے تھے) اس طرح کی داستانوں کا ایک اور پھیلا ہوا سلسلہ ہے۔ ان کے علاوہ لکھنؤ اور رام پور کے داستان گوئوں اور داستان نگاروں نے ان داستانوں سے کچھ ضمنی قصے لے کر اپنے انداز میں بیان کیا یا ان کی طرز پر 'طلسم' بنانے کی کوشش کی، گویا طلسماتی داستانوں کے بڑے دائرے (cycles) ہماری ادبی تاریخ کا حصہ ہیں۔''(۳)

یہ 'طلسم' ہے کیا؟ یہ سوال سب سے بنیادی سوال ہے۔ 'طلسم' عام طور پر سالک کی آزمائش کے لئے سامنے آتا ہے۔ داستان سطحی چیزوں کا مرقع نہیں ہوتی بلکہ بعض صورتوں میں تو بڑے بڑے آشوب اور تاریخ کا سفر ہمیں داستانوں کو پڑھنے ہی سے ملتا ہے۔ کئی طرح کی آویزش اور تلاطم ہیں جو شکلیں بدل بدل کر داستانی ادب میں پڑھنے والے کی راہنمائی کرتے ہیں۔ داستانوں کا روحانی مطالعہ ایسا موضوع ہے جو اپنے پڑھنے والوں سے باریک بینی کا تقاضا کرتا ہے۔ طلسم کی معنویت پر بہت زیادہ غور نہیں کیا گیا۔ طلسم صرف جادو نہیں ہوتا۔ طلسم کی سرحدیں فلسفیانہ حکایات سے بھی ملتی ہیں۔ داستانوں میں طلسم خزانے یا نوادرات کی حفاظت کے لئے بنایا جاتا تھا، جس میں بعد میں یہ کھلتا تھا کہ یہ طلسم کب ٹوٹے گا اور مطلوبہ اشیاء کب حاصل ہوں گی۔

سہیل احمد لکھتے ہیں:

> ''طلسم کی علامت کے مفاہیم کی تلاش کٹھن سہی، لیکن اس وسیع داستانی روایت سے رشتہ قائم کرنے کے لئے لازمی ہے۔ طلسم عموماً خزانے یا نوادرات کی حفاظت کے لئے بنایا جاتا ہے۔ طلسم کی شکست کا وقت

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

بھی معین ہوتا ہے اور طلسم کشا کا نام بھی۔ طلسم کی شکست کا طریقہ لوح طلسم پر درج ہوتا ہے اور طلسم کشا، لوح پر لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق مختلف مراحل سے گزرتا اور طلسم کو فتح کرتا ہے۔‘‘(۴)

طلسم کے ساتھ سیارگان اور مادی کائنات کے تلازمات جڑے ہوتے ہیں۔

۱۔ طلسم اجرام واجسام (بوستان خیال)

۲۔ طلسم دوازدہ بروج، ہفت کواکب (ایرج نامہ)

۳۔ طلسم نیرنگ (بالا باختر)

۴۔ طلسم تحت الارض (غیر مطبوعہ) سید میرن رضوی آبرو لکھنوی

۵۔ طلسم کن فیکون (غیر مطبوعہ) عاشق حسین بزم۔

آپ ان ناموں پر تھوڑا سا غور کریں تو پتا چلے گا کہ یہ کس طرح کائنات سے جڑے ہوئے طلسم تھے۔ یہ لفظ یونانی الاصل ہے، جو آفات سے بچاتا ہے۔ طلسم کا لفظ داستان امیر حمزہ تک محدود نہیں بلکہ الف لیلیٰ میں بھی یہ لفظ ملتا ہے۔ سہیل احمد نے طلسم کی معنویت کے بیان میں ’طلسم ہوشربا‘ میں سے اقتباس نقل کیا ہے:

’’دُنیا بھی مثل طلسم کے ہے اور باطل ہونا اس طلسم کا روزِ قیامت ہے کہ جو لوگ اس طلسم میں پھنس گئے ہیں وہ اس کے ٹوٹنے سے اپنے مسکن اصلی پر پہنچیں گے۔ اگر ناری ہیں جہنم میں اور ناجی ہیں تو فردوس میں اور بمصداق ’وھم فیھا خالدون‘ ہمیشہ ان مقاموں میں رہیں گے اور راستہ اس طلسم دنیا میں آنے کا عالم ارواح سے یہ ہے کہ اول ملائک بحکم حکیم علی الاطلاق مادہ جنین کو زیرِ عرش جگہ دیتے ہیں کہ صاحب قلب وہاں سے ہوتا ہے، پھر وہاں سے کرسی کی طرف لاتے ہیں کہ وہاں سے مالک صدر ہوتا ہے، پھر وہاں سے فلک شمس پر پہنچاتے ہیں کہ صاحب حرارت عزیزیہ ہوتا ہے۔ پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہے، باغ ملتا ہے کہ محل عقل ہے، پھر فلک قمر پر بلاتے ہیں کہ صاحب صورت اور حیات ہوتا ہے، پھر فلک مشتری پر لے جاتے ہیں کہ علم پاتا ہے، پھر فلک عطارد پر جاتا ہے کہ فکر پیدا ہوتی ہے، وہاں سے فلک مریخ پر آتا ہے کہ وہم حاصل ہوتا ہے، پھر فلک زہرہ پر آکر خیال پاتا ہے، پھر کرۂ نار منتقل ہوتا ہے کہ اخذ صفرا کرتے ہیں، پھر کرۂ باد پر آکر خون ملتا ہے، پھر کرۂ آب پر آکر بلغم پاتا ہے۔ پھر کرۂ خاک پر آکر مالک سودا ہوتا ہے... آنے کا اس طلسم میں دُنیا کے یہ راستہ ہے اور جانے کا وہاں گور ہے۔‘‘(۵)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سہیل احمد نے طلسم کی معنویت کو سمجھنے کے لئے روایتی فکر سے اپنانا تا جوڑا ہے اور اس فکر سے بعض مراحل لے کر ان کی عملی تصویریں پیش کی ہیں۔ جن سے طلسم کی معنویت کا پتا چلتا ہے۔ مثلاً ایک داستان سے اقتباس لے کر اس میں جتنے دروازے استعمال میں آئے ہیں، ان دروازوں کی معنویت کو بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس کس کی کیا معنویت ہے، مگر یہ معنویت اُوپری نظر سے دکھائی نہیں دیتی، اس کے لئے گہرے مشاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ محض تعقل پسندی سے چیزیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ ذرا گہرے انداز سے دیکھا جائے تو کائنات کی تمام اشیاء کے درمیان ربط باہم موجود ہے۔ اس میں افلاک سیارگان دُنیا کے مذاہب اور انسان کا باطن الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ ان کا آپس میں گہرا تعلق موجود ہے۔ سہیل احمد طلسم کو روایتی فکر کے ساتھ جوڑتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”قدیم اصناف نے دُنیا کو 'طلسم' کہا ہے اور اس کی ظاہری حیثیت کو فریب نظر یا نیرنگیٔ عناصر قرار دیا ہے، دوسری طرف انسان کا باطن ایک خوشنما طلسم ہے جس کے اندر خوفناک مراحل بھی پوشیدہ ہیں۔ ان تمام چھوٹے بڑے طلسموں کی اصلیت اسی حکمت سے ظاہر ہوتی ہے جو روایتی فکر کی بنیاد ہے۔“(۶)

'طلسم ہوش رُبا' ہو یا دیگر داستانیں ان تمام کا تار و پود اسی ربط سے بنا گیا ہے۔ غزل اور داستان میں چونکہ دونوں کلاسیکی اصناف ہیں، ان میں طلسم کو کائنات کے فریب ہونے اور نیرنگیٔ عناصر کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور یہ تمام اسفار گہرے انفس و آفاق کی علامتی صورتیں ہیں۔

بوستان خیال میں طلسم کی اپنی شکلیں ہیں، جن میں سے اقتباسات لے کر سہیل احمد نے ان کی عملی تفسیریں کی ہیں۔ دُنیا کو طلسم قرار دینے کا عمل کئی رمزی سطحیں رکھتا ہے۔ اس کے بعد سہیل احمد نے فرید الدین عطار کی مثنوی منطق الطیر سے سی مرغ کی تلاش میں سات وادیوں کے اسفار کی طلسمی تعبیریں کی ہیں۔ انسانی باطن بذاتِ خود ایک طلسم ہے اور اس میں کئی راز چھپے ہیں۔ بوستان خیال میں طلسم کئی دُنیاؤں کی سیر کرواتا ہے۔ طلسم ہوشربا اور بوستان خیال دو ایسی داستانیں ہیں جس میں طلسم کی معنویت کی کئی پرتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ان سے ملتا جلتا ایک قصہ طلسم گوہر بار ہے، جس میں منیر شکوہ آبادی نے طلسم کی کئی سطحیں بیان کی ہیں۔ یہ قصہ داستانِ امیر حمزہ میں موجود ہے۔ منیر شکوہ آبادی نے اسے پھیلا کر لکھا ہے۔

اس میں طلسم کے مختلف مراحل نظر آتے ہیں۔ اس طلسم میں نوعمر شہزادہ ہے، ابھی اس میں چالاکی نہیں آئی، وہ عشق بھی کرتا ہے تو اس میں نوعمری واضح ہوتی ہے۔ نوعمری کو سہیل احمد نے ژونگ کے آرکی ٹائپ سے جوڑا ہے اور ژونگ کے ساتھ 'ابن عربی' کی 'فصوص الحکم' کے ساتھ اس گھتی کو سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ داستان گو طلسم کی معنویت کے بارے میں یہ کہتے

ہیں کہ انسان کا کائنات میں آنا اصل میں طلسم سے اسیری کا نام ہے اور بچپن بھی اُس اسیری کا ایک حصہ ہے۔ انسان دُنیا میں پہلے دن آتے ہی عجیب و غریب کائنات کا سامنا کرتا ہے۔

'طلسم گوہر بار' میں شہزادہ غلطی کر بیٹھتا ہے۔ طلسم گوہر بار میں کئی طرح کی پیچیدگیاں ہیں۔ قدم قدم پر حیرت ہے۔ طلسمی مناظر حیرت میں ڈال دینے والے پرندے طلسمی جانور، دودھ کے دریا، کالے خون کی لہریں اور کئی طرح کے مصائب و آلام شروع شروع میں تو عجیب منظر پیش کرتے ہیں، پھر شہزادے کا نکاح ہوتا ہے اور وہ نمک ہو کر آنسوئوں میں گھل جاتی ہے۔

سہیل احمد نے اس سارے عمل کو کائنات کے مختلف منطقوں کی تسخیر کا نام دیا ہے۔ 'طلسم گوہر بار' کو تصوف کے اعتبار سے بھی سمجھا جاتا ہے۔ کہیں مکڑی کا جالا ہے جو نفس کی بھول بھلیوں کی طرف اشارہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ شہزادہ مرحلۂ بزمِ سلاطین سے گزرتا ہے۔ وہاں اس کی ملاقات بڑے بڑے شہنشاہوں سے ہوتی ہے۔ اس مرحلے کے لئے اُس کو حکم دیا جاتا ہے کہ کسی کی بات کا جواب نہ دے۔ یہ مرحلہ تاریخ کا مرحلہ ہوتا ہے اور اس میں کئی طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ تاریخی کردار جیسے کیومرث، فریدوں، ایرج، طہورث، تور، سلم، منوچہر، نوذر، کیقباد، کیکائوس، کیخسرو رستم اور افراسیاب شہزادے کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سارے کا سارا طلسمی معاملہ ہے۔ جنہیں شہزادہ سر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ماضی کی بازیافت اصل میں وقت کو تسخیر کرنے کی کوشش اور وقت سے جڑی ہوئی اشیاء کا جائزہ سہیل احمد نے تجزیاتی سطح پر لیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

> ''ماضی کی یہ تسخیر ہر لحاظ سے علامتی ہے۔ماضی اور تاریخ کی اس فتح کے بعد شہزادے کو وقت کی دوسری کیفیات کو قابو میں لینے کے لئے مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ 'وقت' کو قابو میں لانا تسخیر باطن کے لئے ایک ضروری عمل ہے اور یہاں داستان گو کی بصیرت کا قائل ہونا پڑتا ہے کہ اس نے 'وقت' کی عظیم تر معنویت کو ظاہر کرنے کے لئے جو مراحل بیان کئے ہیں، ان کی رمزیت بے حد گہری ہے۔''(۷)

یہ تجزیاتی سطح داستانی متن کی تقابلی تنقید کا عمدہ نمونہ ہے، اس میں سہیل احمد نے اور بھی کئی مناظر لئے ہیں اور ان مناظر کو طلسم کی معنویت کو جاننے کے لئے متوازی طور پر رکھا ہے۔

یہاں رات کی مختلف تصویریں دیکھنے والے کو ملتی ہیں۔ پہلی نظر میں تو ہم سمجھتے ہیں کہ صبح، دوپہر اور شام کے سلسلوں کے ساتھ وقت کی کئی صورتیں رکھی گئی ہیں۔ لیکن اگر کلیت میں دیکھا جائے تو اس کا مطلب اس کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وقت شہزادے کا غلام بن گیا ہے اور ظاہر ہے یہ ایک علامتی سطح ہے۔ سہیل احمد بیان کرتے ہیں:

"عام سطح پر تو اسے معاشرتی زندگی کے مرقعوں اور زبان کی خوبی کے لئے پڑھا جا سکتا ہے، لیکن زیادہ گہری سطح پر اسے "وقت" کی مختلف کیفیات کی فتح کے سلسلے میں یوں دیکھا جا سکتا ہے کہ وقت اپنے تمام تر امکانی پہلوؤں سمیت شہزادے کا محکوم بن گیا ہے اور یہ ایک علامتی فعل ہے۔"(۸)

پھر داستان میں چلتے چلتے کئی قلعے آتے ہیں، کئی ہفت رنگ ظاہر ہوتے ہیں جہاں آسمان سے تارے ٹوٹتے ہیں اور فانوسوں سے ستارے نکل کر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ چاند ایک طرف رہ جاتا ہے اور اندھیرا ایک طرف، روشنی اور اندھیرے کے ان تضادات سے داستان نویس کئی طرح کے تضادات کو دکھاتا نظر آتا ہے، یہ سب فنا کا تماشا ہے، جس کی اپنی رمزی سطحیں ہیں۔ شہزادہ یہ تماشے دیکھتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنے دماغ میں پیدا ہونے والی گتھیوں کو سلجھاتا رہتا ہے۔'طلسم گوہر بار' میں کائنات کے مختلف منطقے مختلف مراحل میں پیوست ہو گئے ہیں۔ شہزادہ تاریخ پر غلبہ حاصل کرتا ہے اور پھر اگلے اُلجھاؤ میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔

شہزادے 'نور الدہر' کا سفر وقت اور جغرافیے سے ہوتا ہوا ابدیت تک پہنچ جاتا ہے، اِسے ماضی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ اِسے ساری سلطنتوں سے گزارا جاتا ہے۔ سہیل احمد ان مراحل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مرحلہ دام فریب، مرحلہ خود فراموشی اور تلمیس وغیرہ کی تشریح تصوف کے نظام فکر کے حوالے سے ہی ممکن ہے۔ تصوف کے حوالے سے نفس کے فریب اور تلمیس کو دُور کرنا سالک کے لئے ضروری ہے۔ پھر یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ یہ سارا سفر خارجی تسخیر ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق باطن کی تسخیر سے ہے۔ انسانی باطن میں ماضی کے زمانے، دُنیا کی سلطنتیں، بادشاہتیں، سبھی کچھ پوشیدہ ہے اور یہ مختلف روحانی کیفیتوں کی رمزی شکلیں ہیں۔"(۹)

اس کے بعد چاند اور سورج گرہن کے مراحل آتے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ شہزادے کا سفر ترفوع کی طرف ہے۔ اگر روایتی حکمت میں دیکھا جائے تو چاند نفس کے جلتے روح کی علامت ہے۔ چاند کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ روح اژدہے کی گرفت میں ہے۔ شہزادہ اِسے لڑنے کے لئے آسمان پر لے جاتا ہے۔ اژدھا شہزادے کو نگل لیتا ہے۔

اس سے داستانوں کی ایک قدیم روایت کی تکمیل نظر آتی ہے کہ کس طرح ہیرو اژدھے کے پیٹ میں چلا جاتا ہے، اسی طرح سورج گرہن کی بھی اپنی علامتی تعبیریں ہیں۔ اس کائنات میں انسان کئی مراحل سے گزرتا ہے۔ طفلی، جوانی، پیری جو اصل میں طلسم در طلسم کی صورتیں ہیں اور طلسم کی سطح انسانی باطن کی سطح ہے۔ طلسم کی علامت کے پس منظر میں حقیقت چھپی ہوئی ہے، جس سے ہمارا ماضی جھانکتا ہے۔

سہیل احمد نے کلیم الدین احمد، شمیم احمد اور غوث علی شاہ قلندر، ژونگ اور عبد الکریم الجیلی کی کتابوں کو متوازی رکھ کر طلسم کی معنویت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ ابوالکلام قاسمی۔'داستانوں کی تفہیم علامتی زاویہ نظر' مشمولہ،ادب لطیف۔لاہور:۱۹۸۸ء۔ص ۳۶۶

۲۔ سلیم سہیل۔'سہیل احمد خان کی داستان شناسی' مشمولہ،معیار۔شعبہ اُردو،بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،اسلام آباد:جنوری،جون ۲۰۱۴ء۔ ص ۲۹۲

۳۔ ڈاکٹر سہیل احمد خان۔داستانوں کی علامتی کائنات۔کلیہ علوم اسلامیہ والسنہ شرقیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور:۱۹۸۷ء۔ص ۶۸

۴۔ حوالہ ایضاً۔ص ۶۹۔۷۰

۵۔ ڈاکٹر سہیل احمد خاں۔ مجموعہ سہیل احمد خان،(طلسم ہوش رُبا، جلد اول، مطبع نامی نولکشور، کانپور، ص ۹۲۸۔۹۲۹)۔لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۹ء۔ص ۱۷۸

۶۔ داستانوں کی علامتی کائنات۔ص ۸۲

۷۔ حوالہ ایضاً۔ص ۹۱

۸۔ حوالہ ایضاً۔ص ۹۲

۹۔ حوالہ ایضاً۔ص ۹۴۔۹۵